فون نمبر ۴۹ ۔ تار کا پتہ : ڈیلی الفضل ربوہ

REGD. NO. L. 5254

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل ربوہ
یوم پنجشنبہ
فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے (ایک آنہ سات پائی سابقہ)
۲۹ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ″
سہ ماہی ۷ ″
خطبہ نمبر ۵ ″

جلد ۵۰/۱۵ ۹ نبوت ۱۳۴۰ھش ۹ نومبر ۱۹۶۱ء نمبر ۲۵۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۸ نومبر ۱۹۶۱ء بوقت ۹ بجے صبح

کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ البتہ کچھ کھانسی کی شکایت رہی۔ رات کھانسی بڑی شدت سے اٹھتی رہی۔ اس وقت بھی کھانسی ہے۔ مگر بخار نہیں ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو شفائے کامل و عاجل اور کام والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام قریب آ رہے ہیں احباب جماعت اس جلسہ میں شرکت کی ابھی سے تیاری شروع کر دیں

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے"

"میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور انکو اجر عظیم بخشے"

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام قریب آ رہے ہیں۔ احباب جماعت کو اس جلسہ میں شرکت کی ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے اور یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ وہ انشاء اللہ العزیز امسال اس مبارک اجتماع میں ضرور شریک ہوں گے اور اس کی ان عظیم الشان برکتوں اور سعادتوں سے حصہ لیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ وابستہ کی ہیں۔ اس میں شمولیت سے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درد و سوز میں ڈوبی ہوئی ان دعاؤں کے وارث ٹھہریں گے۔ جو مسیح پاک علیہ السلام نے ان تمام لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور مانگیں کہ جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دعاؤں کا وارث ٹھہرنا کوئی معمولی انعام نہیں ہے۔ یہ وہ سعادت ہے کہ اگر اس کے حصول کے لئے انسان کو تکلیف بھی اٹھانی پڑے۔ تو وہ اسے عین راحت سمجھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس للّٰہی جلسہ کی عظمت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پروا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور انکو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور انکی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ انکو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد انکا خلیفہ ہو اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔" آمین ثم آمین (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

نوٹ:۔ جلسہ سالانہ کا تفصیلی پروگرام صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۹ نومبر ۱۹۶۱ء

قبولیتِ دُعا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

ادعونی استجب لکم

یعنی مجھ سے دعا مانگو میں اس کا جواب دوں گا یہ خطاب تمام انسانوں کے لئے ہے۔ اس میں ہر درجہ کا انسان شامل ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہم کسی سے کچھ مانگتے ہیں تو اس یقین کے ساتھ مانگتے ہیں کہ جس سے مانگا جاتا ہے وہ ہماری حاجت روائی کرسکتا ہے۔ اگر ہم کو یہ یقین نہ ہو کہ فلاں شخص ہماری حاجت روائی کر سکتا ہے۔ ہم ہرگز اس سے اپنی حاجت کے متعلق سوال نہیں کرتے۔

یہ ایک غیر معمولی دنیاوی بات ہے کہ ہم نے اگر کوئی چیز خریدنی ہو۔ تو ہم سیدھے اس دوکان پر جاتے ہیں جہاں سے ہمیں امید ہوتی ہے کہ وہ چیز مل سکے گی۔ ہم کپڑا خریدنے کے لئے حلوائی کی دوکان پر نہیں جائیں گے۔ اور نہ ہم مٹھائی خریدنے کے لئے بساطی کی دوکان پر جائیں گے یہ ایک نہایت سیدھی سی بات ہے۔ بت پرست بھی جب اپنے بتوں سے حاجت طلب کرتے ہیں تو اس یقین پر کرتے ہیں کہ وہ بت ان کی حاجت روائی کرسکتا ہے۔ کوئی بت پرست بھی کسی بت پر پھول نہیں چڑھاتا۔ اگر اسکو یقین نہ ہو کہ وہ اس کی مراد کو پورا کرے گا

اسی طرح جو لوگ قبروں پر جاتے ہیں اور اپنی مرادیں طلب کرتے ہیں۔ وہ بھی اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کو اہلِ قبر سے یقینی توقع ہوتی ہے کہ وہ ان کی مراد پوری کرسکتا ہے۔ وہ اہل قبر کو زندہ سمجھتا ہے۔ اور اس کو زندہ سمجھ کر ہی اس سے مراد کے حصول کی خواہش کرتا ہے۔ قبر پر چڑھاوے اسی خیال سے چڑھاتا ہے کہ اہل قبر اس کو جانتا ہے۔ کہ فلاں شخص نے اس کی تعظیم کی ہے۔ اور اس پر چڑھاوا ایسی جان کر چڑھایا ہے۔ کہ وہ اس کو واقعی پسند ہے۔ چنانچہ بعض بزرگوں کی قبروں پر خاص قسم کی اشیاء چڑھائی جاتی ہیں۔ مثلاً رنگین تاگے جسکو پنجابی میں مولی کہتے ہیں کسی مزار پر مٹی کے گھوڑے چڑھائے جاتے ہیں۔ یہ نادان لوگ یہی یقین رکھتے ہیں کہ صاحب مزار کو مٹی کے گھوڑے پسند ہیں۔ اور رنگین تاگوں سے وہ خوش ہوتا ہے اور خوش ہوکر اس کی مراد پوری کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم تو اس کا یہی مطلب ہے کہ جو طالب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے۔ پہلے اس کو پورا پورا یقین ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہ اس کی دعا کو قبول کرسکتا ہے۔ ایسا یقین پیدا کرنے کے لئے انسان کو محنت کی ضرورت ہوتی ہے اس کو تقویٰ اللہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ بتوں اور مزاروں سے مرادیں مانگنے والے بھی بغیر محنت کے مرادیں نہیں مانگتے ان کو چڑھاووں کے لئے روپیہ اور محنت صرف کرنی پڑتی ہے۔ آخر مزاروں پر جو میلے لگتے ہیں۔ اور مرادیں مانگنے والے آتے ہیں بغیر تکلیف اٹھانے کے نہیں آتے۔ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ مراد کے حصول کے لئے ان کو محنت اور روپیہ خرچ کرنا پڑے گا تب ہی جاکر وہ کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوکر دعا مانگتے ہیں۔ تو اس کے لئے بھی تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلے تو ایمان کو درست کرنا نہایت ضروری ہے۔ ایمان صرف یہ نہیں ہے کہ ہم منہ سے کہدیں کہ ہم کو ایمان ہے محض اٰمنت باللہ زبان سے کہنے سے حقیقی ایمان نہیں پیدا ہوجاتا۔ جب تک دل سے اس کی تصدیق نہ کی جائے۔ اور دل کی تصدیق اسی وقت ثابت ہوتی ہے جب ہم اس کے مطابق عمل بھی کرنے لگیں۔ جب انسان دل سے تصدیق کرتا ہے۔ تو یقیناً اس کے اعمال میں بھی فرق پیدا ہوجاتا ہے۔ ایک آدمی جو دن رات فسق و فجور میں گھرا رہتا ہے۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر دل سے ایمان لایا ہے۔ کیونکہ اگر وہ واقعی دل سے ایمان لایا ہوتا تو یقیناً اس کا مظاہرہ اس کے اعمال سے بھی ہوتا۔ ایک شخص جو دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز ظلم نہیں کرسکتا۔ ایک نمازی اور پرہیز گار شخص یقیناً اسی راستہ پر گامزن ہے جو نیکی کا راستہ ہے۔ اور جو خدا پرستی کا طریق ہے۔ لیکن اگر اس کے دل میں ایمان نہیں۔ حرارت نہیں اور وہ عام زندگی میں ظالم ہے۔ دوسروں کو ناحق تنگ کرتا ہے۔ اپنے حقوق سے زیادہ طلب کرتا ہے۔ لوگوں کو فریب دیتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ اپنے ذرا سے فائدہ کے لئے دوسروں کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کرتا۔ ایسا شخص سچے دل سے نہ نماز پڑھتا ہے۔ اور نہ سچے دل سے روزہ رکھتا ہے۔ اس کو نماز اور روزہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ نماز روزہ کا حاصل تو یہی ہے کہ انسان میں برائیوں سے بچنے کی قوت پیدا ہو۔ الغرض ایسا شخص بھی جو بظاہر خواہ کتنا نمازی اور پرہیز گار ہو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس نے قلب کے ساتھ تصدیق کردی ہے۔ کیونکہ کیونکہ اگر اس نے تصدیق بالقلب کی ہوتی۔ تو اس سے دوسروں پر ظلم ہو ہی نہیں ہوسکتا اگر غلطی سے اس سے کوئی گناہ سرزد بھی ہوجائے۔ تو وہ اس پر نادم ہوتا اور جلد اپنی اصلاح کرلیتا ہے۔ مگر جو شخص عمداً ظلم کرتا اور سنگدلی کو اپنا فخر سمجھنے لگتا ہے اور ہمچو من دیگرے نیست کا نعرہ لگاتا ہے۔ ہرگز اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتا۔

اس لئے ایسا شخص اگر یہ سمجھتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہوجائے گی۔ اور جب قبول نہیں ہوتی۔ تو وہ اعتراض کرنے لگتا ہے تو وہ غلطی پر ہے۔ جب اس کا ایمان ہی کامل نہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو اتنا بھی نہیں مانتا جتنا کہ ایک بت پرست اپنے بت کو مانتا ہے یا ایک مزار پرست صاحب مزار پر ایمان رکھتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سے کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ اس کی دعا کس طرح قبولیت کا شرف حاصل کرسکتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی قبولیت کے لئے بھی نہایت وضاحت سے ہدایات پر روشنی ڈالی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ خوب یاد رکھو کہ انسان کی دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے غفلت فسق و فجور کو چھوڑ دے۔ جس قدر قربِ الٰہی انسان حاصل کرے گا اسی قدر قبولیت دعا کے ثمرات سے حصہ لے گا۔ اسی لئے فرمایا

واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون

اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔

واَنّٰی لھم التناوش من مکان بعید۔

یعنی جو مجھ سے دور ہو اس کی دعا کیونکر سنوں۔ یہ گویا عام قانون قدرت کے نظارہ سے ایک سبق دیا ہے۔ یہ نہیں کہ خدا سُن نہیں سکتا۔ وہ تو دل کے مخفی در مخفی ارادوں اور ان ارادوں سے بھی واقف ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے مگر یہاں انسان کو قربِ الٰہی کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جیسے دور کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اسی طرح یہ جو شخص غفلت اور فسق و فجور میں مبتلا رہ کر مجھ سے دور ہو جاتا ہے۔ جس قدر وہ دور ہوجاتا ہے اسی قدر حجاب اور فاصلہ اس کی دعاؤں کی قبولیت میں ہوتا جاتا ہے۔ کیا سچ کہا ہے۔

پیدا است ندا را کہ بلند است جنابت

جیسا میں نے ابھی کہا گو خدا عالم الغیب ہے لیکن یہ قانون قدرت ہے کہ تقوے کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۹۸)

وعدہ جات تحریکِ جدید سادہ کاغذ پر بھی بھجوائے جاسکتے ہیں

سبقت کا ثواب ضائع نہ ہونے دیا جائے

اگرچہ ہر جماعت کو تحریکِ جدید کے سال ۲۸/۱۸ کے لئے مطبوعہ فارم وعدہ جات بھجوائے جاچکے ہیں تاہم احباب مطلع رہیں کہ وعدہ سادہ کاغذ پر بھی بھجوایا جاسکتا ہے۔ مطبوعہ فارم کے نہ ملنے یا کفایت نہ کرنے کی صورت میں وعدوں کو روک رکھنا مناسب نہیں سبقت کا ثواب ایسی چیز نہیں جسے صرف مطبوعہ فارم کے انتظار میں ضائع کردیا جائے۔

(وکیل المال اول تحریکِ جدید)

گرم پارچات برائے غربا

موسم سرما آگیا ہے۔ جماعت کے مخیّر احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اپنے مستعمل یا نئے گرم یا سرد پارچات ہی ان کے لئے دفتر ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ مرکز میں بسنے والے غریب اصحاب الصفہ کا حق جماعت کے عام مستحقین احباب سے کہیں زیادہ ہے۔

پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر نازک موقع پر اللہ تعالیٰ نے الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کا وعدہ اپنی پوری شان کیساتھ پورا کیا

فرمودہ ۲۵ جون سنہ ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

(قسط نمبر ۵)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

غرض قریش مکہ کی عداوت بڑھی اور انہوں نے دکھ دینے کی نئی نئی ترکیبیں نکالیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم گو غریب تھے مگر آپ کا خاندان مکہ کے اعلےٰ خاندانوں میں شمار ہوتا تھا۔ اور آپؐ کا تعلق ایسے خاندان سے تھا جو خانہ کعبہ کے متولی تھے مگر لوگوں نے آپؐ پر بھی سختی کرنی شروع کر دی ایک دن آپؐ صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان ایک پتھر پر بیٹھے سوچ رہے تھے کہ کس طرح خدا تعالےٰ کی توحید کو قائم کیا جائے کہ اتنے میں ابوجہل آگیا اور اس نے آتے ہی کہا محمدؐ! (صلے اللہ علیہ وسلم) تم اپنی باتوں سے باز نہیں آتے یہ کہہ کر اس نے آپ کو سخت غلیظ گالیاں دینی شروع کیں۔ آپ خاموشی کیساتھ اس کی گالیوں کو سنتے رہے اور برداشت کی اور

ایک لفظ تک منہ سے نہ نکالا

ابوجہل جب جی بھر کر گالیاں دے چکا تو اسکے بعد وہ بدبخت آگے بڑھا اور اس نے آپکے منہ پر تھپڑ مار دیا مگر آپ نے پھر بھی اسے کچھ نہیں کہا۔ آپ جس جگہ بیٹھے تھے اور جہاں ابوجہل نے آپؐ کو گالیاں دی تھیں وہاں سامنے ہی حضرت حمزہؓ کا گھر تھا حمزہؓ ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے ان کا معمول تھا کہ ہر روز صبح سویرے تیر کمان لے کر شکار کے لئے نکل جاتے تھے اور سارا دن شکار کھیلتے رہنے کے بعد شام کو واپس آجایا کرتے تھے اور شام کو قریش کی مجالس کا دورہ کیا کرتے تھے اس دن بھی جس دن کہ ابوجہل نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور تھپڑ مارا حمزہ باہر شکار کے لئے گئے ہوئے تھے

اتفاق ایسا ہوا

کہ جس وقت ابوجہل آپؐ پر بار بار حملہ کر رہا تھا تو حضرت حمزہؓ کی ایک لونڈی نے دروازہ میں کھڑے ہو کر یہ نظارہ دیکھا کہ ابوجہل بار بار آپؐ پر حملہ کر رہا ہے اور بے تحاشا گالیاں آپؐ کو دے رہا ہے اور آپ خاموشی اور سکون کے ساتھ اس کی گالیوں کو برداشت کر رہے ہیں وہ لونڈی دروازے میں کھڑے ہو کر یہ سارا نظارہ دیکھتی رہی وہ بے شک ایک عورت تھی اور کافرہ تھی لیکن پرانے زمانہ میں جہاں مکہ کے لوگ اپنے غلاموں پر ظلم کرتے تھے وہاں یہ بھی ہوتا تھا کہ بعض شرفاء اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک بھی کرتے تھے اور آخر کافی عرصہ گزرنے کے بعد وہ غلام اسی خاندان کا ایک حصہ سمجھے جاتے تھے اسی طرح حضرت حمزہ کی وہ لونڈی بھی تھی اس نے جب

یہ سارا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا

اور کانوں سے سنا تو اس پر اس کا بہت زیادہ اثر ہوا مگر وہ کر کچھ نہ سکتی تھی وہ دیکھتی اور سنتی رہی اور اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتی رہی اور جلتی رہی جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے گئے تو وہ بھی اپنے کام کاج میں لگ گئی شام کے وقت حمزہؓ اپنی سواری کو دوڑاتے ہوئے آئے اور روگی بنے ہوئے تیر و کمان کو ایک عجیب انداز سے پکڑے ہوئے دروازہ سے اندر آئے اس وقت ان کی چال ڈھال اس قسم کی تھی جیسے عام طور پر بڑے زمینداروں کے لڑکے کرتے ہیں غرض وہ ایک عجیب تمکنت کے ساتھ سر کو اٹھائے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اس وقت ان کی اٹھی ہوئی گردن ان کے خیالات کی ترجمانی کر رہی تھی کہ دیکھو میں کتنا بہادر اور دلیر ہوں اور

یوں معلوم ہوتا تھا

کہ ان کی گردن ہر سامنے آنے والے کو دعوت دے رہی ہے کہ ہے کوئی بہادر جو میرے مقابلہ کی تاب لا سکے جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو ان کی وہ لونڈی جو بڑی دیر سے اپنے غصہ اور غم کے جذبات کو بمشکل دبائے بیٹھی تھی اس نے گرج کر کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ بڑے بہادر بنے پھرتے ہو۔

حمزہؓ یہ سنکر حیران رہ گئے

اور تعجب سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ لونڈی نے کہا معاملہ کیا ہے تمہارا بھتیجا محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) یہاں بیٹھا تھا کہ ابوجہل آیا اور اس نے محمدؐ پر حملہ کر دیا۔ اور بے تحاشا گالیاں دینی شروع کر دیں اور پھر اسکے موہنہ پر تھپڑ مارا مگر محمدؐ نے آگے سے اُف تک نہ کی اور خاموشی کے ساتھ سنتا رہا ابوجہل گالیاں دیتا گیا اور دیتا گیا اور جب تھک گیا تو چلا گیا مگر میں نے دیکھا کہ محمدؐ نے اس کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ تم بڑے بہادر بنے پھرتے ہو اور شکار کھیلتے پھرتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہاری موجودگی میں

تمہارے بھتیجے کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے

حمزہؓ اس وقت مسلمان نہ تھے اور ریاست کی وجہ سے ان کا دل اسلام کو ماننے کیلئے تیار نہ تھا وہ یہ تو سمجھتے تھے کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی باتیں سچی ہیں مگر وہ اپنے جاہ و جلال اور شان و شوکت کو ایمان پر قربان کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ مگر جب انہوں نے اپنی لونڈی کی زبانی یہ واقعہ سنا تو انکی آنکھوں میں خون اتر آیا اور ان کی خاندانی غیرت جوش میں آئی چنانچہ وہ اسی طرح بغیر آرام کئے غصہ سے کانپتے ہوئے۔ کعبہ کی طرف روانہ ہو گئے اور

کعبہ کا طواف کرنے کے بعد

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رسول اللہ کو جو جماعت ملی اسکی نظیر کسی نبی کی جماعت میں ہرگز نہیں پائی جاتی

"ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان دونوں جگہ میں تعریف کئے گئے اور یہ فخر اور فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملا ہے جس قدر پاک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ یوں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کئی لاکھ آدمیوں کی قوم مل گئی مگر وہ ایسے مستقل مزاج یا ایسی پاکباز اور عالی ہمت قوم نہ تھی جیسی صحابہؓ کی تھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ قوم موسیٰؑ کا یہ حال تھا کہ رات کو مومن ہیں تو دن کو مرتد ہیں آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کا حضرت موسیٰؑ اور اسکی قوم کیساتھ مقابلہ کرنے سے گویا کل دنیا کا مقابلہ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جماعت ملی وہ ایسی پاکباز اور خدا پرست اور مخلص تھی کہ اسکی نظیر کسی دنیا کی قوم اور کسی نبی کی جماعت میں ہرگز پائی نہیں جاتی۔ احادیث میں ان کی بڑی بڑی تعریفیں آئی ہیں۔ یہاں تک فرمایا۔ اللہ اللہ فی اصحابی اور قرآن کریم میں بھی ان کی تعریف ہوئی۔ یبیتون لربھم سجداً وقیاماً۔"

(ملفوظات جلد سوم ص۸۲)

اس مجلس کی طرف بڑھے جس میں ابوجہل بیٹھا ہوا لاف زنی کر رہا تھا اور اسی صبح والے واقعہ کو مزے لے لیکر بڑے تکبر کے ساتھ لوگوں کے سامنے بیان کر رہا تھا کہ آج میں نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو یوں گالیاں دیں اور آج میں نے محمدؐ کے ساتھ یوں کیا۔ حمزہؓ جب اس مجلس میں پہنچے تو انہوں نے جاتے ہی کمان بڑے زور کے ساتھ ابوجہل کے سر پر ماری اور کہا تم اپنی بہادری کے دعوے کر رہے ہو اور لوگوں کو سنا رہے ہو کہ میں نے محمدؐ کو اس طرح ذلیل کیا ہے اور محمدؐ نے اُف تک نہیں کی لے اب میں تجھے ذلیل کرتا ہوں اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو میرے سامنے بول۔ ابوجہل اس وقت مکہ کے اندر

ایک بادشاہ کی سی حیثیت

رکھتا تھا اس لئے جب اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو وہ جوش کے ساتھ اُٹھے اور انہوں نے حمزہؓ پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر ابوجہل جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خاموشی کے ساتھ گالیاں برداشت کرنے کی وجہ سے اور حمزہؓ کی دلیری اور جرأت کی وجہ سے مرعوب ہو گیا تھا بیچ میں آگیا اور ان کو حملہ کرنے سے روک دیا اور کہا تم لوگ جانے دو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مجھ سے ہی زیادتی ہوئی تھی اور حمزہؓ حق بجانب ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جس وقت صفا اور مروہ کی پہاڑیوں سے واپس گھر آگئے تھے۔ اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ میرا کام لڑنا نہیں ہے بلکہ صبر کے ساتھ گالیاں برداشت کرنا ہے مگر

خدا تعالیٰ عرش پہ کہہ رہا تھا

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تو لڑنے کے لئے تیار نہیں مگر کیا ہم موجود نہیں ہیں جو تیری جگہ تیرے دشمنوں کا مقابلہ کریں چنانچہ خدا تعالیٰ نے اسی دن ابوجہل کا مقابلہ کرنے والا ایک جانثار آپکو دیدیا۔ اور حضرت حمزہؓ نے اسی مجلس میں جس میں کہ انہوں نے ابوجہل کے سر پہ کمان ماری تھی اپنے ایمان کا اعلان کر دیا۔ اور ابوجہل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں صرف اس لئے کہ وہ کہتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اور فرشتے مجھ پہ اترتے ہیں۔ ذرا کان کھول کر سُن لو میں بھی آج سے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین پہ ہوں اور میں بھی وہی کچھ کہتا ہوں جو محمدؐ کہتا ہے اگر تجھ میں ہمت ہے تو میرے مقابلہ پہ۔ یہ کہہ کر حمزہؓ مسلمان ہو گئے۔

اس کے بعد

جب قریش مکہ نے دیکھا

کہ بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور یہ بات ان کے قابو سے باہر ہو رہی ہے تو انہوں نے مسلمانوں کو انتہا درجہ کی تکلیفیں دینی شروع کیں اور اپنی ایذا رسانی کو کمال تک پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ مکہ کے اندر مسلمانوں کے لئے امن بالکل مٹ گیا۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو جمع کیا اور فرمایا اب دشمنوں کی طرف سے ہم پہ اتنے ستم ڈھائے جا رہے ہیں جو ہماری حد برداشت سے باہر ہیں۔ اس لئے تم میں سے جن جن کے لئے ممکن ہو انہیں چاہیئے کہ وہ

حبشہ کی طرف ہجرت

کر کے چلے جائیں۔ میں نے سنا ہے کہ وہاں کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے اور اس کی حکومت میں کسی پہ ظلم نہیں ہوتا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اور آپؐ؟ آپؐ نے فرمایا مجھے ابھی تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت نہیں ملی۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے ماتحت بہت سے صحابہؓ ہجرت کر کے حبشہ کی طرف چلے گئے۔ اس پہ قریش مکہ کے دلوں میں پھر جوش پیدا ہوا اور انہوں نے کہا مسلمان تو بچ کر یہاں سے نکل گئے اور ہمارے پنجہ سے بچ گئے۔ چنانچہ رؤسا مکہ نے باہم مشورہ کر کے اپنے دو ممتاز رئیسوں یعنی عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو حبشہ کی طرف روانہ کیا اور ان کے ساتھ بادشاہ حبشہ اور اس کے وزراء اور درباریوں کے لئے تحفے تحائف روانہ کئے

یہ وفد نجاشی کے دربار میں پہنچا

اور تحفے تحائف پیش کرنے کے بعد کہا۔ اے بادشاہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے ملزم بھاگ کر آپ کی حکومت میں پہنچ چکے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کو واپس کر دیں تاکہ ہم ان کو ساتھ لے جائیں۔ یہ لوگ جو بھاگ کر آئے ہیں انہوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے اور یہ سخت فسادی لوگ ہیں۔ اس لئے ہم آپ سے یہ امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے مجرموں کو اپنی پناہ میں نہیں رکھیں گے۔ درباریوں نے بھی اس وفد کی پر زور تائید کی لیکن نجاشی جو عادل اور رحم دل اور بیدار مغز حکمران تھا۔ اس نے کہا مجھے

پہلے تحقیقات کر لینے دو

وہ لوگ میری پناہ میں آئے ہیں جب تک میں ان کے بیانات نہ سن لوں آپ کے حق میں یکطرفہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ بادشاہ نے مسلمان مہاجرین کو دربار میں طلب کیا اور ان سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ اس پہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے مسلمانوں کی طرف سے جواب دیا۔ اے بادشاہ ہم پہلے جاہل تھے اور بت پرستی کرتے تھے۔ ہم ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں میں مبتلا تھے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا رسول ہم میں بھیجا جس نے ہمیں توحید سکھلائی اور بت پرستی سے روکا۔ ہم اس پہ ایمان لائے اور اس کی اتباع کر کے

خدائے واحد کی پرستش کرنے لگے

اس پہ ہماری قوم ناراض ہو گئی۔ ہمیں انواع و اقسام کی تکلیفوں اور دکھوں میں مبتلا کر دیا۔ اور ہمیں خدا کی عبادت سے روکنا چاہا اور جب یہ ظلم حد برداشت سے بڑھ گئے تو ہمارے آقا نے ہمیں حکم دیا کہ تم لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر جاؤ۔ کیونکہ حبشہ کا بادشاہ عادل ہے اور اس کی حکومت میں کسی پہ ظلم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہم یہاں آگئے۔ اس لئے اے بادشاہ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کے ماتحت ہم پہ ظلم نہ ہوگا۔ بادشاہ حضرت جعفر کی اس تقریر سے بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا۔ اچھا وہ کلام جو تمہارے رسول پہ اترا ہے مجھے بھی سناؤ۔ اس پہ حضرت جعفرؓ نے نہایت خوش الحانی اور رقت کے ساتھ

سورہ مریم کی ابتدائی آیات

تلاوت کیں۔ جن کو سن کر نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اس نے کہا خدا کی قسم یہ کلام اور ہمارے مسیح کا کلام ایک ہی طرح کا ہے۔ اس کے بعد قریش مکہ کے وفد سے کہنے لگا جاؤ میں تمہارے ساتھ ان لوگوں کو نہیں بھیجوں گا۔ یہ کہہ کر نجاشی نے ان کے تحفے بھی واپس کر دئیے قریش کا وفد یہ دیکھ کر کہ ہمیں ناکامی اور نامرادی کا سامنا ہوا ہے سخت نادم ہوا مگر انہوں نے ایک چال چلی وہ دوسرے دن پھر دربار میں حاضر ہوئے اور کچھ عیسائی پادریوں کو بھی تحفے وغیرہ دیکر ساتھ لے گئے اور بادشاہ سے کہا۔ اے بادشاہ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ پناہ گزین آپ کے نبی

حضرت مسیح کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

نجاشی نے مسلمانوں کو پھر بلوایا اور پوچھا تم لوگ مسیحؑ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہو؟ حضرت جعفرؓ نے عرض کیا۔ اے بادشاہ ہمارے اعتقاد کی رو سے حضرت عیسےٰؑ خدا تعالیٰ کا ایک مقرب بندہ اور سچا رسول تھا۔ مگر خدا نہ تھا۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ کی والدہ نیک اور پارسا عورت تھیں مگر خدا نہ تھیں۔ یہ سن کر نجاشی کہنے لگا یہ لوگ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ میں بھی مسیحؑ کو خدا نہیں مانتا اس وقت پادری جوش میں آگئے اور کہا آپ نے عیسائیت کی ہتک کی ہے۔ ہم عوام کو آپ کے خلاف اکسائیں گے اور آپ کی

بادشاہت خطرہ میں پڑ جائے گی

بادشاہ نے کہا جب میں بچہ تھا اور دوستوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تھا تو اس وقت بھی خدا تعالیٰ نے میری مدد کی تھی اور اب بھی میں اسی پہ امید رکھتا ہوں تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو بے شک کرو۔ یہ اشارہ نجاشی نے ایک پرانے واقعہ کی طرف کیا تھا۔ اور وہ یہ کہ نجاشی ابھی بچہ ہی تھا کہ اس کا والد فوت ہو گیا۔ اس لئے اس کے چچا کو عارضی طور پر بادشاہ بنایا گیا۔ تاکہ نجاشی کی بلوغت تک وہ بادشاہت کے کام کو سرانجام دے۔ مگر جب نجاشی جوان ہوا تو چچا نے خیال کیا کہ میں اتنے عرصہ سے بادشاہت کر رہا ہوں اب اس کو کیوں دیدوں۔ چنانچہ اس کے اور اس کے چچا کے درمیان تنازعہ ہوا۔ اور جوانوں نے نجاشی کا ساتھ دیا اور اس کا چچا حکومت سے دستبردار ہو گیا نجاشی نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جو خدا جس نے اس وقت میری مدد کی تھی اب بھی میری مدد کرے گا۔ تم جاؤ اور زور لگا لو۔ غرض نجاشی نے اس وفد کو ناکام و نامراد واپس کر دیا۔ اس وقت جب کہ

قریش مکہ کا وفد

مسلمان مہاجرین کی واپسی کے لئے مطالبہ کرنے کے لئے حبشہ گیا تھا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دل دھڑک رہا ہو گا کہ خدا جانے ان بیچارے وطن سے دور افتادگان کے ساتھ نجاشی کیا سلوک کرتا ہے۔ مگر اس وقت اللہ تعالیٰ عرش پہ بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ

اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا میں اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہوں؟

درخواست دعا

میرے والد محترم حکیم نظام جان صاحب عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ اکثر بلڈ پریشر کا دورہ ہوتا رہتا ہے بزرگانِ سلسلہ و احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پہ قائم رہے آمین (حمید قریشی۔ دواخانہ حکیم نظام جان اندرون مستری گوجرانوالہ)

انصار اللہ کے ساتویں سالانہ اجتماع کی روئداد

اجتماع کا تیسرا دن ۔۔۔۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء

(قسط نمبر ۲)

اجلاس ہشتم کی بقیہ کارروائی

ماہنامہ "انصار اللہ" سے متعلق مکرم چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ کی تقریر کے بعد مکرم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب ایم اے نے درس حدیث دیا۔ جس میں آپ نے احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں نماز باجماعت کی اہمیت بیان کی۔ ازاں بعد محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیا آپ نے حضور علیہ السلام کے اشتہارات رقم فرمودہ ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء اور ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء پڑھ کر سنائے ان میں حضور علیہ السلام نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ جو لوگ آپ کے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں نیک چلنی اور تقویٰ شعاری میں انہیں کس مقام پر ہونا چاہیئے ان میں حضور علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے کہ خدا صرف یہی نہیں چاہتا کہ اس جماعت میں شامل ہونے والے خود نیک اور راستباز ہوں بلکہ وہ چاہتا ہے کہ وہ اس میں اتنی ترقی کریں کہ تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہریں۔ احباب نے درد و سوز میں ڈوبی ہوئی یہ بیش قیمت نصائح گہری عقیدت اور محبت کے عالم میں بہت توجہ اور انہماک سے سنیں۔ بعدہٗ مکرم نواب دین صاحب آف کوئٹہ نے "کلام محمود" میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

۱۔ شمائل حضرت مسیح موعودؑ
۲۔ حضرت المصلح الموعودؓ کا مقام

ازاں بعد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید نے مکرم شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ مقیم لاہور کا تحریر کردہ مقالہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں آپ نے شمائل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بہت احسن پیرائے میں روشنی ڈالی تھی۔ اس مقالہ کے بعد مکرم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائلپور نے احباب سے خطاب کرتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی کہ تاریخ احمدیت میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کا مقام کیا ہے۔ آپ نے نہایت دلنشیں انداز اور سلجھی ہوئی زبان میں واضح کیا کہ حضرت المصلح الموعود کا مقام جو سلسلہ کی تاریخ میں ہے وہ عین اس مقصد کے مطابق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے بعد بعض وجود ایسے ہوں گے جو قدرت ثانی کے مظہر ہونگے حضور کے اس مقام اور اس کی رفعت و شان کو واضح کرنے کے لئے آپ نے اپنی تقریر میں حضور کے عظیم الشان کارناموں پر روشنی ڈالی اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خود غیر از جماعت اکابرین نے جن شاندار الفاظ میں حضور کے ان کارناموں کو سراہا ہے ان کے بعض چیدہ چیدہ اقتباسات بھی پڑھ کر سنائے۔ آپ کی یہ ایمان افروز تقریر حسن بیان دلائل و براہین اور حقائق کے لحاظ سے ایک خاص شان کی حامل تھی۔

اجتماع کے نمائندہ وفد کی حضور کی خدمت میں باریابی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اجتماع کے آخری اجلاس میں تشریف لاکر احباب کو شرف دیدار اور اپنے روح پرور ارشادات سے نوازنے کی منظوری عطا فرمائی تھی۔ لیکن اس رات اچانک نقرس کی تکلیف شروع ہو جانے کے باعث ڈاکٹری مشورہ کے مطابق حضور آخری اجلاس میں تشریف نہیں لا سکے تاہم حضور نے احباب کے شدید اشتیاق اور بے پناہ شوق کا خیال کرتے ہوئے اجتماع کے نمائندہ وفد کو ملاقات کا شرف بخشنا منظور فرمایا۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے احباب کو حضور کی اس منظوری سے مطلع کرنے کے بعد احباب کے مشورہ سے تیس انصار پر مشتمل ایک وفد نامزد فرمایا۔ جس میں حتی الوسع ضلعوار نمائندگی کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔ محترم میاں صاحب موصوف نے مکرم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر کو اس وفد کا امیر مقرر فرمایا اور اس وفد نے اس حال میں کہ اجتماع کا اختتامی اجلاس جاری تھا۔ سوا دس بجے دن کے قریب قصر خلافت میں حاضر ہو کر حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کا خصوصی شرف حاصل کیا اور پھر اسی وقت واپس آکر بر سب احباب اجلاس کی بقیہ کارروائی میں شریک ہوئے۔ اس موقع پر جن خوش نصیب انصار کو پورے اجتماع کی نمائندگی میں حضور ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں باریابی کا خصوصی شرف حاصل ہوا ان کے اسماء درج ذیل ہیں :-

۱۔ مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع لائل پور
۲۔ مکرم چوہدری عبد الحق صاحب ورک کراچی
۳۔ مکرم بابو شمس الدین خانصاحب پشاور
۴۔ مکرم مولوی عبد الکریم صاحب پشاور
۵۔ مکرم چوہدری انور حسین صاحب شیخوپورہ
۶۔ مکرم سید لال شاہ صاحب شیخوپورہ
۷۔ مکرم ڈاکٹر غلام محمد صاحب شیخوپورہ
۸۔ مکرم بابو قاسم دین صاحب سیالکوٹ
۹۔ مکرم کرنل نظام الدین صاحب سیالکوٹ
۱۰۔ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب بہلولپور
۱۱۔ مکرم نبی بخش صاحب لائل پور
۱۲۔ مکرم بابو غلام رسول صاحب سرگودھا
۱۳۔ مکرم مخدوم محمد ایوب صاحب میانی
۱۴۔ مکرم میاں اللہ بخش صاحب راولپنڈی
۱۵۔ مکرم محمد شریف صاحب محمود آباد
۱۶۔ مکرم قریشی عبد الرحمٰن صاحب سکھر
۱۷۔ مکرم حاجی راجہ صاحب چنڈ
۱۸۔ مکرم میاں محمد یوسف صاحب لاہور
۱۹۔ مکرم مولوی محمد حسین صاحب گوجرانوالہ
۲۰۔ مکرم پیر فیض احمد صاحب اٹک
۲۱۔ مکرم مہر غلام احمد صاحب مظفر گڑھ
۲۲۔ مکرم محمد نعیب صاحب عارف کوئٹہ
۲۳۔ مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب چک ۵۔۴ منٹگمری
۲۴۔ مکرم نذیر احمد صاحب گجرات
۲۵۔ مکرم اللہ داد خانصاحب علوی ڈیرہ غازیخان
۲۶۔ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب نمائندہ مجلس مرکزیہ
۲۷۔ مکرم محمد رمضان صاحب فیکٹری ایریا ربوہ
۲۸۔ مکرم ایاز صاحب۔ ۲۹۔ مکرم رشید احمد صاحب چونڈہ۔ ۳۰۔ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب منٹگمری۔

۱۔ ذکر حبیب علیہ السلام
۲۔ سلسلہ احمدیہ کا طرۂ امتیاز

اس دوران میں کہ وفد حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل کرنے قصر خلافت گیا ہوا تھا۔ اجلاس کی کارروائی جاری رہی وفد کے روانہ ہوتے ہی مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب کارکن نظارت امور عامہ نے "کلام محمود" میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے "ذکر حبیب" کے طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک کے دوچشم دید واقعات سنائے۔ ازاں بعد مکرم جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ سابق صوبہ پنجاب نے انصار سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں ذکر الٰہی کے فضائل بیان کئے۔ ازاں بعد مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے ایک روح پرور تقریر [illegible] سلسلہ احمدیہ کا طرۂ امتیاز کیا ہے۔ آپ نے ثابت فرمایا کہ احمدیت کوئی نیا دین یا فرقہ یا دنیوی انداز کی کوئی سوسائٹی نہیں ہے۔ یہ خدا کے مامور کی قائم کردہ خالصۃً ایک دینی جماعت ہے اس کا مقصد صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر اسلام کی سربلندی کے لئے قربانیاں کرنا ہے۔ جو کام صحابہ کا تھا وہی کام اس جماعت کے افراد کا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے احباب جماعت کو اسلام کا عملی نمونہ اپنی زندگیوں میں پیش کرنے اور بالخصوص سچائی اور دیانت کا بہت اعلےٰ معیار قائم کر دکھانے اور اس میں ہر آن ترقی کرتے چلے جانے کی طرف توجہ دلائی۔

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان اور صدر محترم کا اختتامی خطاب

آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے انصار کو اختتامی خطاب سے نوازا اور تحریک جدید کی اہمیت پر ایک ولولہ انگیز تقریر فرمانے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت تحریک جدید دفتر اوّل کے ۲۸ ویں اور دفتر دوم کے اٹھارویں سال کا اعلان فرمایا۔

آپ نے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا دوست ہر سال اجتماع کے موقع پر دور دور سے یہاں آکر جمع ہوتے ہیں۔ نیکی اور بھلائی کی باتیں سنتے اور سناتے ہیں۔ نیکی کا سرچشمہ ہمارے لئے آج سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اشتہارات اور تحریرات میں ہے جو اگر دیکھا جائے تو قرآن مجید کی ایک جامع تفسیر پر مشتمل ہیں۔ اس لئے ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کی پُر معارف تحریرات کے اقتباسات زیادہ سے زیادہ تعداد میں آپ کے سامنے پیش کریں تاکہ آپ انہیں پوری توجہ اور انہماک سے سنیں انہیں دلوں میں جگہ دیں اور پھر ان پر عمل پیرا ہوں۔ ہم جو یہاں جمع ہوکر باتیں کرتے ہیں وہ زبان کے چسکے اور ذہنی آسودگی کی خاطر نہیں کرتے ہم اس عزم کے ساتھ جمع ہوتے اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے کلمات طیبات کو زیادہ سے زیادہ سنتے اور سناتے ہیں کہ جہاں تک خدا ہمیں توفیق دے ہم ان باتوں کی روح تک پہنچیں اور یہ کہ ہماری زندگیاں ان باتوں کا عملی نمونہ بن جائیں نہ صرف ہماری زندگیاں بلکہ آنے والی نسلوں کی زندگیاں بھی اسی نہج پر استوار ہوتی چلی جائیں تاکہ قیامت تک دنیا کو وہ انوار حق کی ضیاء پاشی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے ان کے چہروں اور ان کی زندگیوں پر نظر آتے چلے جائیں اور دنیا ان سے اکتساب نور کر کے رضائے الٰہی کے راستوں پر گامزن ہوتی چلی جائے۔ (باقی ص ۶ پر)

خانۂ خدا کی تعمیر کے لئے کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ ادا فرمانیوالے مخلصین

(فہرست نمبر ۵۱)

ذیل میں ان مخلصین کے اسماء گرامی تحریر کئے جاتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے مسجد احمدیہ فرینکفورٹ (جرمنی) کے لئے کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ تحریک جدید کو ادا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ دیگر مخیر احباب سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر دائمی ثواب حاصل کریں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

۳۹۴ - مکرم ڈاکٹر عمر الدین صاحب ایم بی بی ایس شیخوپورہ شہر ۔۔ ۱۵۰
۳۹۵ - مکرم مرزا دلاور حسین صاحب مغل چک ۸۴ الف ضلع بہاولپور ۔۔ ۱۵۰
۳۹۶ - محترمہ امتہ اللہ بی بی صاحبہ ربوہ بذریعہ پسر خود ڈاکٹر عبد المنان صاحب جمبڑ سندھ ۔۔ ۱۵۰

گھٹیالیاں کالج یونین کے زیر اہتمام ایک دلچسپ مباحثہ

مورخہ ۲ نومبر کو ہائر سیکنڈری سکول یونین کے زیر اہتمام دلچسپ مجلس مباحثہ منعقد ہوئی جس کا موضوع یہ تھا۔ "ہماری رائے میں زمینداری۔ ملازمت سے بہتر ہے"

اس مجلس میں علاقہ کے معززین نے بھی شرکت کی اور بحث میں حصہ لیا۔ ان علمی اور ادبی مباحث کا اثر اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت اچھا ہو رہا ہے۔ اور خاص و عام کی توجہ ہمارے نئے قائم شدہ کالج کی طرف مبذول ہو رہی ہے۔ آخر میں جناب عبد السلام صاحب اختر پرنسپل کالج نے احباب کے اصرار پر اپنے تازہ کلام سے محظوظ فرمایا۔

(افتخار احمد صدر یونین)

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن پشاور

مندرجہ ذیل طلباء احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن پشاور کے عہدہ داران برائے سال ۱۹۶۱-۶۲ء مقرر ہوئے ہیں۔ طلباء اور ان کے والدین سے درخواست ہے کہ وہ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

پریذیڈنٹ	منیر الدین احمد	ایم اے فائنل
وائس پریذیڈنٹ	بشیر احمد	ایل ایل بی فائنل
جنرل سیکرٹری	انعام الحق اختر	تھرڈ ایئر۔ انجینئرنگ
سیکرٹری مال	محمد زاہد	تھرڈ ایئر خیبر میڈیکل کالج

(جنرل سیکرٹری)

درخواستہائے دعا

(۱) میرا لڑکا مسمی محمد نذیر احمد منظم بی ایس سی فورتھ ایئر بعارضہ دماغی سخت بیمار ہے۔ جملہ احباب اور درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے کہ اللہ تبارک تعالےٰ اس کو شفائے کاملہ و عاجلہ فرما کر میری پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

(محمد افضل اسٹیشن ماسٹر ڈنگہ ضلع گجرات)

(۲) مکرم میاں محمد عارف صاحب سکنہ چک ۹ عبد الستار والا ضلع بہاولنگر پر ایک فوجداری مقدمہ دائر ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس مقدمہ اور دیگر پریشانیوں سے نجات دے۔ آمین

(عبد الرحمٰن شاکر دفتر بہشتی مقبرہ۔ ربوہ)

(۳) میرے والد میاں شہاب الدین صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ مردان تقریباً ایک ماہ سے بعارضہ ورم جگر بیمار ہیں۔ صد درجہ کمزوری ہے اور چند دنوں سے یرقان بھی شروع ہو گیا ہے۔ بخار بھی آتا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کے لئے عاجزانہ درخواست ہے۔

(انور ضیاء دختر میاں شہاب الدین صاحب مردان)

(۴) چوہدری نذیر احمد صاحب منہاس سیکرٹری مال رحیم یار خاں تقریباً دس روز سے شدید درد میں مبتلا ہیں۔ چوہدری صاحب ایک مخلص کارکن ہیں۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ چوہدری صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(رشید احمد قریشی۔ لیور برادرز رحیم یار خاں)

(۵) میری خالہ عائشہ بی بی صاحبہ (بیوہ چوہدری فضل احمد صاحب مرحوم) کو مورخہ ۲/۱۱/۶۱ کو اچانک گرنے کی وجہ سے ٹانگ پر چوٹ آگئی ہے۔ ان کی صحت یابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(عبد الرشید از دفتر اصلاح و ارشاد مقامی ربوہ)

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ اپنے خطبہ جمعہ ۲ مئی ۲۳ء میں ارشاد فرماتے ہیں

"وصیت کا معاملہ **نہایت اہم** معاملہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ایسی خصوصیت بخشی ہے اور اللہ تعالےٰ کے خاص الہامات کے ماتحت اسے قائم کیا ہے کہ کوئی مومن اس کی **اہمیت و عظمت** کا انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ سارا نظام ہی آسمانی اور خدائی اور الہامی نظام ہے۔ مگر وصیت کا نظام ایسا نظام ہے جسے خدا تعالےٰ کے **خاص الہام کے ماتحت** قائم کیا گیا ہے باقی امور ایسے ہیں جو عام الہام کے ماتحت قائم کئے گئے ہیں۔ مگر وصیت کا مسئلہ ایسا ہے جو خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے۔ اور وصیت کا مسئلہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت ہے"۔

پس یہ "نظام خدا تعالےٰ کے خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے" اور جو "مسئلہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت ہے" اس کی طرف ہماری جماعت کو بہت زیادہ توجہ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ یعنی جن اصحاب کو اللہ تعالےٰ نے وصیت کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے انہیں چاہیئے کہ تمام لوازمات اور شرائط ضروریہ کو پورا کرتے ہوئے "دین کو دنیا پر مقدم" کرنے کا **عملی ثبوت** دیتے رہیں اور دنیوی مشکلات اور غموم و ہموم سے گھبرا کر نہ تو خود وصیت کی طرف سے کوئی کمزوری دکھائیں اور نہ ہی سلسلہ کو موقعہ دیں کہ وہ انہیں نظام وصیت سے علیحدہ کر دے۔ بعض دوست ذرا ذرا سی مالی مشکلات کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں اور وصیت منسوخ کرانے کی طرف خود قدم اٹھا لیتے ہیں یا اتنے بقایا دار بن جاتے ہیں کہ سلسلہ ان کی وصیت منسوخ کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے خاکسار ایسے دوستوں سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ وصیت **ایک ردائے رحمت** ہے جو انعام کی صورت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اس ردائے رحمت کو اوڑھ کر اس کی قدر کرو اور اس کو اپنے کندھوں سے جلد بازی سے اتار پھینکنے کی کوشش نہ کرو۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا درست ہے مگر خدا تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ نظام وصیت کو جاری کر کے ہمارے نفسوں کو **کہاں تک مکلف** کیا گیا ہے۔ اس کا فیصلہ محض ہماری عقل نہیں کر سکتی۔ بلکہ عقل کے ساتھ **مومنانہ اخلاص** اور **مومنانہ شان** کو بھی شامل کر کے ایک مجبوری بناؤ تا کسی فیصلہ پر پہنچ سکو۔ اللہ تعالےٰ میرے اور آپ کے ساتھ ہو۔ تا ہم سب

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا **عملی ثبوت** دیتے رہیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ)

ابدی اور دائمی زندگی حاصل کرنیکے لئے آگے بڑھو

خدا کے رستہ میں دیا ہوا مال ہی آئندہ تمہارا مال ہے

"یاد رکھو۔ یہ اموال ہمیشہ نہیں رہیں گے اور یہ زندگیاں بھی ہمیشہ نہیں رہیں گی کوئی انسان زندہ نہیں رہتا۔ ہم بھی اپنی زندگیاں بسر کر کے خدا کے پاس جانے والے ہیں۔

یہ تنگیاں ہمارے ساتھ نہیں جائیں گی۔ ہمارے چندے اور ہماری قربانیاں ہی ہمارے ساتھ جائیں گی۔ یہاں کا کھایا ہوا ہمارے کام نہیں آئے گا۔ جو خدا کے رستہ میں خرچ کیا ہوگا۔ وہی ہمارے کام آئے گا۔ پس ابدی اور دائمی زندگی حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھو" وہ دوست جو ابھی تک سال ۲۷/۲۸ کا وعدہ ادا نہیں کر سکے وہ فوری متوجہ ہوں

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

ریلوے واچ اینڈ وارڈ

اسامیاں ۲۰۰۔ تنخواہ ۳۳ - ۱/۲ - ۳۷۔ گرانی الاؤنس ۲۶/۰ دیگر الاؤنسز علاوہ
شرائط:۔ خواندہ۔ سابق فوجی۔ عمر ۳۵ سے کم۔ قد ۵ فٹ۔ چھاتی ۳۳″ - ۱/۲ ۳۴۔
پروگرام بھرتی:۔ ریلوے سٹیشن جہلم ۱۱/۱۱/۶۱۔ پشاور ۱۴/۱۱/۶۱۔ راولپنڈی ۱۶/۱۱/۶۱۔
— اعلان دفتر بھرتی سرگودھا ۲۳/۱۰/۶۱۔ (ناظر تعلیم)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں۔ تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۶۳۲۴:۔ میں صادقہ فضل ولد ملک عزیز محمد صاحب زوجہ شیخ فضل احمد صاحب قوم جویا جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن $\frac{86}{14}$ سمن آباد لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{16}{61}$ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ جو میں خاوند سے وصول کر کے زیور بنوا چکی ہوں۔ اور میرا طلائی زیور اندازاً ۲۵ تولہ ہے۔ جس کی موجودہ قیمت مبلغ -/۳۱۰۰ روپیہ ہے اور نقد روپیہ جو ادھر اُدھر موجود ہے مبلغ -/۱۰۰۰ روپیہ کے لگ بھگ ہے یعنی کل جائیداد -/۵۱۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے $\frac{1}{8}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتی ہوں بوقت وفات میری جس قدر جائداد متروکہ ثابت ہو اس کے آٹھویں حصہ کی مالک وقابض بھی صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔ نیز اگر میں اپنی وصیت میں کوئی رقم حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ مذکور کردوں تو اس قدر رقم حصہ وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔ اس وقت میری کوئی آمد نہیں ہے۔ اگر کسی وقت آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ المرقوم $\frac{16}{61}$ کاتب الحروف شیخ محمد الدین پنشنر مختار عام صدر انجمن احمدیہ۔

الامۃ:۔ صادقہ فضل بیگم شیخ فضل احمد
گواہ شد:۔ شیخ محمد الدین پنشنر مختار عام صدر انجمن احمدیہ ربوہ حال مقیم لاہور
گواہ شد:۔ شیخ فضل احمد خاوند موصیہ۔

نمبر ۱۶۳۲۵:۔ میں محمد یاسین ولد محمد ابراہیم صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۴۹ء ساکن مدھو صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{5}{61}$ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری ماہوار آمد اس وقت پانچصد روپیہ ہے۔ جس کا $\frac{1}{10}$ حصہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ پاکستان کو میں ادا کرتا رہوں گا۔

۲۔ میری جائیداد غیر منقولہ اس وقت موضع بازید پور تحصیل قصور میں ایک ایکڑ بنجر قدیم اور $1\frac{1}{2}$ ایکڑ زرعی چاہی موجود ہے۔ جس کے $\frac{1}{3}$ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتا ہوں۔ اور جس کی سالانہ آمدنی -/۵۰ روپیہ ہے اور تازیست وہ کل آمد مبلغ -/۵۰ روپیہ صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہوں گا۔ یہ رقم ہر سال کے بعد دیا کروں گا۔ $\frac{1}{3}$ اس کے علاوہ جو بھی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد میں پیدا کروں گا۔ اور بوقت وفات موجود ہوگی اس کا $\frac{1}{3}$ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مالک ہوگی۔

العبد:۔ محمد لیسین معرفت پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور۔
گواہ شد:۔ عبداللطیف سکرٹری مال $\frac{5}{61}$ ۱
گواہ شد:۔ چراغ دین صدر حلقہ سنت نگر

نمبر ۱۶۳۲۶:۔ میں ثمینہ بشیر بنت مرزا محمد سعید بیگ صاحب زوجہ شیخ بشیر احمد صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر قریباً ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سمن آباد کوٹھی $\frac{87}{14}$ لاہور ڈاکخانہ سمن آباد بیرون بازار لاہور صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ راگست ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت۔۔۔۔۔۔۔۔ میری منقولہ جائیداد یہ ہے
زیورات طلائی چوڑیاں $11\frac{1}{2}$ تولہ گلے کا زیور نکلس $2\frac{1}{2}$ تولہ جھمکے $1\frac{1}{2}$ تولہ انگوٹھیاں دو عدد پون تولہ دو بالیاں $\frac{1}{2}$ تولہ کل میزان سولہ تولہ ترماشہ قیمتی اندازاً مبلغ دو ہزار ایک سو روپیہ نقد روپیہ جو ادھر ادھر میری ملکیت ہے مبلغ پندرہ صد روپیہ ہے اور مہر -/۱۵۰۰ روپیہ ہے جو تاحال مجھے اپنے خاوند سے وصول نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں۔ لہٰذا میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان جس کا ہیڈ کوارٹر اس وقت ربوہ میں ہے۔ وصیت کرتی ہوں۔ نیز بوقت وفات میری جائداد متروکہ جس قدر ثابت ہو اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بطور حصہ جائداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے خزانہ میں جمع کرا دوں تو وہ رقم میرے حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ مگر اس وقت میری کوئی آمد نہیں ہے۔ اگر بعد میں کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ المرقوم $\frac{8}{61}$ ۱۵ کاتب الحروف شیخ محمد الدین پنشنر مختار عام صدر انجمن احمدیہ۔

الامۃ ثمینہ بشیر بیگم $\frac{8}{61}$ ۱۵
گواہ شد: شیخ محمد الدین پنشنر مختار عام صدر انجمن احمدیہ ربوہ حال مقیم لاہور۔
گواہ شد۔ شیخ بشیر احمد خاوند موصیہ

انصار اللہ کے ساتویں سالانہ اجتماع کی روئداد

(بقیہ صفحہ ۵)

اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے ذریعہ دنیا بھر میں اسلام کی سربلندی اور اس کے غلبہ و استیلاء کی عظیم الشان بشارت اور اس کے پورا ہونے کے واضح اور نمایاں آثار اور بالخصوص براعظم افریقہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی اور عیسائیت کی شکست فاش پر اپنے اچھوتے انداز میں ایک پرجوش اور ولولہ انگیز تقریر فرمائی جو جذب و تاثیر کا ایک مرقع اور روح مسابقت کو ابھارنے کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ تھی۔ احباب نے کمال درجہ محویت اور وارفتگی کے عالم میں آپ کے اس پر اثر اور معرکۃ الآراء خطاب کو سنا جس نے پورے اجتماع کو گرما کر رکھ دیا۔ (آپ کے اس ولولہ انگیز خطاب کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کیا جائے گا)

اجتماع کا روح پرور اختتام

آپ کے اس پر اثر اور ولولہ انگیز خطاب کے بعد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے در ثمین سے "محمود کی آمین" کے بعض نہایت با موقع اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ یہ اشعار اس شعر سے شروع ہوئے تھے ؎

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے
تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے

ازاں بعد محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے پہلے درود شریف پڑھا پھر سورۃ حشر کی بعض آیات کی تلاوت کی۔ اور انصار سے ان کا عہد دہروایا۔ جملہ انصار نے کھڑے ہو کر آپ کی اقتداء میں جذبہ و جوش کے ساتھ اپنا عہد دہرایا۔ اس کے بعد آپ نے ایک پرسوز اجتماعی دعا کرائی یہ دعا درد و سوز اور خشوع و خضوع کے لحاظ سے ایک خاص شان کی حامل تھی۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے بلند آواز میں السلام علینا وعلیکم کہہ کر انصار کو واپس جانے کی اجازت دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ ساتواں سالانہ اجتماع اگلے سال پھر انعقاد پذیر ہونے کے لئے بارہ بجکر بیس منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔

درخواست دعا

میرے چچا زاد بھائی چوہدری انور حسن طالب علم ایم۔اے (واقف زندگی) کا آنکھوں کا اپریشن ہوا ہے۔ صحابہ کرام اور درویشان قادیان کی خدمت میں کامل صحت یابی کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ (نور احمد ناصر محلہ دارالیمن۔ ربوہ)

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اور پتہ خوشخط لکھا کریں! (ر)

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ پاکستان سنہ ۱۹۶۱ء

پہلا دن ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۶۱ء بروز منگل

پہلا اجلاس

۱۵-۹ تا ۴۵-۹ تلاوت قرآن کریم و نظم

۴۵-۹ تا ۱۵-۱۰ افتتاحی تقریر — سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

۱۵-۱۰ تا ۰۰-۱۱ حقیقت نبوت — جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ

۰۰-۱۱ تا ۴۵-۱۱ جماعت احمدیہ کے عقاید — جناب مولانا محمد یار صاحب عارف سابق مبلغ انگلستان

۴۵-۱۱ تا ۰۰-۱ تیاری نماز

۰۰-۱ تا ۴۵-۱ نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۴۵-۱ تا ۰۰-۲ تلاوت قرآن کریم و نظم

۰۰-۲ تا ۴۵-۲ جماعت احمدیہ اور تربیت — جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا

۴۵-۲ تا ۳۰-۳ اسلامی پردہ اور اسکی اہمیت — جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔

دوسرا دن ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۶۱ء بروز بدھ

پہلا اجلاس

۱۵-۹ تا ۳۰-۹ تلاوت قرآن کریم و نظم

۳۰-۹ تا ۱۵-۱۰ تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں — جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد لندن۔

۱۵-۱۰ تا ۰۰-۱۱ سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم — جناب صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا۔

۰۰-۱۱ تا ۰۰-۱۲ ذکر حبیب — حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

۰۰-۱۲ تا ۴۵-۱۲ تیاری نماز

۴۵-۱۲ تا ۳۰-۱ نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۳۰-۱ تا ۴۵-۱ وقفہ برائے اعلانات و پیغامات۔

۴۵-۱ تا ۰۰-۲ تلاوت و نظم

۰۰-۲ تا ۴۵-۲ ہستی باری تعالیٰ جدید سائنسی معلومات کی روشنی میں — جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی

۴۵-۲ تا ۳۰-۳ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے ایمان افروز واقعات۔ — جناب شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ

۳۰-۳ تا ۱۵-۴ خلافت راشدہ — جناب مولانا ابو العطاء صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ

تیسرا دن ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۶۱ء بروز جمعرات

پہلا اجلاس

۱۵-۹ تا ۳۰-۹ تلاوت قرآن کریم و نظم

۳۰-۹ تا ۱۵-۱۰ اسلام افریقہ میں — جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر

۱۵-۱۰ تا ۱۵-۱۱ سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یورپین مصنفین کی تحریروں کی روشنی میں۔ — جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

۱۵-۱۱ تا ۰۰-۱۲ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں — جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق امام مسجد لندن۔

۰۰-۱۲ تا ۰۰-۱ تیاری نماز

۰۰-۱ تا ۴۵-۱ نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۴۵-۱ تا ۰۰-۲ وقفہ برائے اعلانات و پیغامات

۰۰-۲ تا ۱۵-۲ تلاوت و نظم

۱۵-۲ سے تقریر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

اعلان نکاح

عزیزم چوہدری مظفر احمد صاحب سیال ابن حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح طیبہ خانم بنت مکرم سید کرم شاہ صاحب گوجرہ کے ساتھ چار ہزار روپیہ حق مہر پر مؤرخہ ۲/۱۱/۶۱ کو عبد العزیز صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گوجرہ نے پڑھا۔

احباب جماعت رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

(ناصر محمد سیال ربوہ)

درخواست دعا

میرے بچے معز الدین کو کتے نے کاٹ لیا ہے جو آج کل میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے نیز اسکی والدہ بھی بعارضہ آشوب چشم عرصہ سے بیمار ہیں۔

احباب کرام۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ ہر دو کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

عبد الرحمٰن دہلوی دار الصدر غربی ربوہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۸۴